اسیران جنگ، اسلام اور قانون بین الاقوام کا تقابلی جائزہ

* محمود سلطان کھوکھر

** محمد حسین آزاد

Abstract

In ancient and middle ages treatment with the prisoners of war has been very cruel and was against humanity and peace.The continuation of that treatment is still present in modern time wars. Islam has introduced a very civilized, meaningful and justified way for treatment with the prisoners of war and also eradicated all roots of worst war crimes.In international conventions,laws about treatment with the prisoners of war have been introduced but those nations have not adopted these laws at any time of war.

عہد قدیم میں اسیران جنگ سے بدسلوکی:

قدیم عرب میں اسیران جنگ سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا اور جوش انتقام میں ان کو انتہا درجہ کی اذیتیں دے دے کر مارا جاتا تھا۔ جنگ اُوارہ کا واقعہ مشہور ہے کہ بنی شیبان کے جتنے اسیر منذر بن امراؤ القیس کے ہاتھ آئے۔ ان سب کو اس نے کوہ اُوارہ کی چوٹی پر بٹھا کر قتل کرانا شروع کیا اور کہا کہ جب تک ان کا خون بہہ کر پہاڑ کی جڑ تک نہ پہنچ جائے گا قتل کا سلسلہ بند نہ کروں گا۔ آخر جب مقتولوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہو گئی تو مجبوراً اس نے منت پوری کرنے کیلئے خون پر پانی ڈلوادیا اور وہ بہہ کر پہاڑ کی جڑ تک پہنچ گیا۔(۱)

قدیم روم وایران میں بھی سب سے زیادہ بدتر سلوک جس جماعت کے ساتھ کیا جاتا تھا وہ اسیران جنگ کی جماعت تھی۔ ان کے قانون میں اس بدقسمت مخلوق کیلئے قتل یا غلامی کے سوا کوئی تیسری صورت موجود ہی نہ تھی۔ قیدیوں کو خونی تفریح کا سامان بنایا جاتا تھا۔ ٹیٹوس نے ایک دفعہ پچاس ہزار درندہ جانوروں کو پکڑوایا اور کئی ہزار یہودی قیدیوں کو ان کے ساتھ ایک احاطہ میں چھڑوادیا۔ ٹراجان کے کھیلوں میں گیارہ ہزار درندے اور دس ہزار آدمی بیک وقت لڑائے جاتے تھے۔(۲)

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

**ایم۔فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

70ء میں Titus رومی نے بیت المقدس فتح کر کے خوبصورت لڑکیوں کو فاتحین میں تقسیم کر دیا اور کئی ہزار آدمیوں کو ملک کے مختلف شہروں میں ایمفی تھیٹروں اور کلوسیموں میں جنگلی جانوروں سے پھڑوانے یا شمشیر زنوں سے کٹوانے کیلئے بھیجا۔ روم کی تماشہ گاہوں میں اسیران جنگ کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ فیرر کے مطابق وہ ذلت کے بچپن، مشقت کی جوانی اور بے رحمانہ تغافل کے بڑھاپے میں پیدائش سے موت تک کے مراحل طے کرتے تھے۔(۳)

قدیم یونان میں (Tauri) جنگی قیدیوں سے بہت بُرا سلوک کرتے تھے۔ دشمن کو قید کرنے والا شخص اس کا سر کاٹ کر اپنے گھر میں ایک اونچے کھمبے پر لٹکا دیتا تھا۔ عقیدہ یہ تھا کہ اس طرح پورا گھر اس کی حفاظت میں رہے گا۔(۴)

قدیم یونانی جنگوں میں ایتھنزیوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ اسیران جنگ کو پتھر کی کانوں میں بند کیا گیا ان کو چھوٹے سے گہرے گڑھے میں ڈالا گیا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے۔(۵)

عہدِ وسطیٰ میں قیدیوں سے وحشیانہ سلوک:

223ھ کو شاہ روم توفیل بن میخائل نے ملطیہ اور اس کے گردونواح کے مسلمان باشندوں کو ایک بڑی جنگ میں الجھا کر ان کو قتل کر دیا اور لاتعداد کو قیدی بنایا ان قیدیوں میں ایک ہزار مسلمان عورتیں بھی شامل تھیں۔ قیدیوں کے اعضاء کی زندہ حالت میں قطع و برید کی گئی۔ ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی۔(۶)

223ھ کو عموریہ کے محاصرے کے دوران ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اس کے بدلے میں 30 ہزار عیسائی قتل کئے گئے اور اسی تعداد میں قیدی بنائے گئے جن کے ساتھ انتہائی بُرا سلوک کیا گیا۔ ایک کیتھولک بادشاہ اپنے چشم دید واقعات بیان کرتا ہے کہ وہ عرب سپاہی جو کریٹ میں عیسائیوں کے ہاتھ آگئے تھے ان کی زندہ حالت میں کھال اتاری گئی اور انہیں ابلتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا۔(۷)

704ھ بمطابق 1304ء میں چنگیز خان کے نواسے اور خواجہ پتر مال نے باہم ملکر چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے کوہ سوالک پر قبضہ کر کے امروہہ تک سارا ملک جی کھول کر لوٹا اور فسق و فجور کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ بادشاہ علاؤالدین خلجی نے غازی ملک اور ملک نائب کو ان کی سرکوبی کیلئے بھیجا۔ انہوں نے چنگیزیوں کو شکست دی۔ ملک نائب اور غازی ملک بیس ہزار گھوڑے، مال غنیمت اور قیدیوں کے پابہ زنجیر گروہ کو ساتھ لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے مالِ غنیمت امیروں میں تقسیم کیا اور حکم دیا کہ شہری برج جو نئے تعمیر ہوئے ہیں انہیں پتھر اور اینٹوں کی بجائے آٹھ ہزار مقتول مغلوں کے سروں سے کام لیا جائے۔ چنانچہ مقتولین کے سروں کا برج تعمیر کیا گیا۔(۸)

784ھ بمطابق 1382ء میں تیمور نے ایران کا رخ کیا کچھ عرصہ ہرات میں ٹھہر کر ترشیز آیا۔ 785ھ بمطابق 1383ء میں اس نے سیستان کا رخ کیا۔ راستے میں سبزوار کو تباہ و برباد کیا۔ دو ہزار افراد کو گرفتار کر کے چونے اور مٹی میں زندہ گاڑ دیا اور ان پر منارے کھڑے کیے۔(۹)

عہد جدید میں اسیران جنگ سے سلوک:

دوسری جنگ عظیم 1942-1945ء کے دوران غیر محاربین اور جنگی قیدیوں کا وسیع پیمانے پر قتل عام کیا گیا ان پر نا قابل برداشت بوجھ ڈال کر یا زہریلے اثرات سے مار دیا گیا۔ ان کے جسم سے کھاد، روغنیات اور صابن بنائے گئے۔(۱۰)

July 12, 1968: Amnesty International reported on the nature of maltreatment practiced at the Sarafand military prison:

(i) Hands of prisoners were handcuffed behind their back and their back and feet were shackled. Their wrists were suspended from a window bar.

(ii) Alligator clips were attached to their ears and genitals and electric currents were pass through.

(iii) Biro-type refills were inserted into their penis until bleeding.

(iv) Their fingers were crushed between their door hinges and frame.

(v) Water hoses were inserted into their mouths and the taps were turned on.

”جولائی 12، 1968 ایمنسٹی انٹرنیشنل کی سرافند ملٹری جیل میں قیدیوں سے برے سلوک کے بارے میں رپورٹ کے مطابق: قیدیوں کے ہاتھوں کو ان کی پشت پر باندھ کر ان کی پشت اور پاؤں کو زنجیر سے جکڑ دیا جاتا۔ پھر ان کی کلائیوں کو کھڑکی کی سلاخوں سے لٹکا دیا جاتا۔ مگر مچھ کے ٹکڑے ان کے کانوں سے لٹکا دیئے جاتے اور نازک اعضاء پر بھی۔ پھر ان میں سے الیکٹرک کرنٹ گزارا جاتا۔ بائرو ٹائپ ری فل کو ان کے آلۂ تناسل میں داخل

کیا جاتا جب تک کہ خون نہ نکلنا شروع ہو جاتا۔ان کی انگلیوں کو دروازے کے قبضہ اور فریم کے درمیان کچلا جاتا۔ ان کے منہ میں پانی کا نل داخل کر کے پانی کھول دیا جاتا پھر تفتیش کاران کے پیٹ پر کھڑا ہو کر زور لگاتا تاکہ ان کے پیٹ سے پانی منہ کے راستے باہر نکلے‘‘۔(۱۱)

سقوط ڈھاکہ 1971ء کے دوران بھارت میں مسلمان قیدیوں سے بہت بُرا سلوک کیا گیا۔انہیں پیاسا رکھا جاتا۔انہیں سڑی ہوئی روٹی دی جاتی۔انہیں تنگ جگہ ٹھونسا جاتا۔انگلیوں کے ناخنوں کو پلاس سے کھینچا جاتا۔جسم کو سگریٹوں سے داغا جاتا۔بلیڈ سے زخمی کر کے ان پر نمک چھڑکا جاتا۔منہ کی باچھیں کھلوا کر اس میں پیشاب کیا جاتا۔(۱۲)

1978-1979ء کے دوران کابل کی بدنام ترین جیل پل چرخی کے بلڈوزر دن رات اجتماعی قبریں کھودنے میں مصروف نظر آتے۔بے گناہوں کو بغیر کفنائے دفنائے ان اجتماعی قبروں میں دھکیل دیا جاتا۔کئی دیکھتی آنکھوں کا الزام ہے کہ کم از کم 30 گڑھے ایسے بھی کھودے گئے تھے جن میں سے ہر ایک میں ایک سو قیدیوں کو دھکیل کر بلڈوزروں کے ذریعے انہیں زندہ زمین میں دفن کر دیا تھا۔(۱۳)

بوسنیا نسل کشی 1992-1995ء کے دوران سربوں نے بوسنیائی قیدیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ قیدیوں کو بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔قیدیوں کو لکڑی کے ڈنڈوں اور لوہے کی سلاخوں سے نشانہ بنایا جاتا۔قیدیوں کے سر کو ٹریکٹر کے ریڈی ایٹر کے ذریعے پاش پاش کیا جاتا۔ایک قیدی کا گوشت کاٹ کر دوسرے قیدی کو کھانے کو کہا جاتا۔ قیدیوں کو برہنہ کر کے ان کے اعضائے مخصوصہ پر آگ پھینکی جاتی۔ان کے اعضائے تناسل کو کاٹا جاتا۔ڈرل مشین کی مدد سے قیدیوں کے سینوں میں چھیدا جاتا۔بچوں کے جسم پر میخیں ٹھونکی جاتیں۔ٹوٹی ہوئی بوتل سے قیدیوں کی آنکھوں کو نکالا جاتا۔شیشے کو ان کے معدہ میں گھونپا جاتا۔قیدیوں کو ریت اور فضلہ نگلنے پر مجبور کیا جاتا۔قیدیوں کو آپس میں قوم لوط کا فعل کرنے پر مجبور کیا جاتا۔آنکھوں کو خصوصی ہُکوں کے ذریعے باہر نکالا جاتا۔خواتین قیدیوں کی عصمت دری اور درندگی میں سربوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔(۱۴)

1995ء روسی درندوں نے چیچنیائی قیدیوں سے انتہائی بُرے سلوک کا مظاہرہ کیا۔بچوں کی ان کے والدین کے سامنے بوٹی بوٹی کرتے۔پھر اس گوشت کو سؤر کے سامنے ڈالتے۔بچیوں کی عصمت دری کرتے، ان کے کان کاٹتے، ان کی زبان نکالتے، مردوں کی شرم گاہوں اور عورتوں کی چھاتیوں کو کاٹتے، زندہ قیدیوں کا مثلہ کرتے۔(۱۵)

1995ء کے آغاز میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ان سزاؤں کی فہرست جاری کی جو اسرائیلی عقوبت خانوں میں فلسطینی قیدیوں کو دی جاتی ہیں۔ ان سزاؤں میں زبانی گالم گلوچ، بھوکا رکھنا، نیند سے محروم رکھنا، جسمانی تشدد روا رکھنا، جسم کے نازک حصوں کو نشانہ بنانا، ٹیبلوں اور دیواروں سے سر ٹکرانا، سگریٹوں سے جسم داغنا بجلی کے جھٹکے دینا، شکنجوں میں جکڑنا وغیرہ شامل ہیں یہ سلسلہ تا حال 2012ء جاری ہے۔ خواتین قیدیوں کو برہنہ رکھا جاتا ہے۔(۱۶)

1997ء میں افغانستان میں رشید دوستم اور اس کے حامیوں نے طالبان قیدیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے۔ ان قیدیوں کو زندہ ہی کنوؤں میں گرا دیا جاتا پھر اوپر سے دستی بم گرا دیا جاتا۔ کنوؤں کی منڈیر پر کھڑا کر کے انہیں گولی ماری جاتی۔ ان قیدیوں کو ایئر ٹائٹ کنٹینروں میں بند کر کے ہلاک کیا جاتا۔(۱۷)

اسرائیلی جیلوں میں تشدد کا کوئی حربہ ایسا نہیں جو خواتین اسیرات پر نہ آزمایا جاتا ہو جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی ہر قسم کا بد سے بدتر ہتھکنڈہ ان پر آزمایا جاتا ہے۔ ان کو عریاں کر کے ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ ان کو جیلوں میں برہنہ رکھا جاتا ہے۔ ان کے قید خانے موذی حشرات الارض کا مسکن ہیں۔(۱۸)

اسرائیل میں فلسطینی قیدیوں پر جیلوں اور تفتیشی مراکز میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ قیدیوں کو زنجیروں میں جکڑ کر انہیں بندوقوں کے بٹ اور لوہے کے راڈوں سے پیٹا جاتا ہے۔ قیدیوں کو حیوانات، کتے اور گدھے جیسی آوازیں نکالنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ سخت سردی میں سرد پانی اور گرمی میں کھولتا ہوا پانی قیدیوں کے جسموں پر ڈالنا تفتیش کاروں کا معمول ہے۔(۱۹)

امریکی عقوبت خانہ گوانتاناموبے میں مسلمان قیدیوں کو سور کا گوشت کھلایا جاتا ہے۔ داڑھی مونڈ دی جاتی ہے۔ قیدیوں کے پیچھے کتے لگائے جاتے ہیں۔ بے بس قیدیوں کی فوٹو گرافی کی جاتی ہے۔ قیدیوں کو مٹی کے گارے میں پھینکا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔(۲۰)

گوانتاناموبے قید خانے میں فاحشاؤں کو برہنہ کر کے قیدیوں کے سامنے کھڑا کر دیا جاتا تھا اور قیدیوں کو بدست قوت انہیں مسلسل دیکھنے کو کہا جاتا تھا۔ بعض اوقات عورتیں حیض کا خون قیدیوں کے منہ پر پھینکتیں۔ گلے سڑے کیمیکل لگے فروٹ قیدیوں کو دیئے جاتے۔(۲۱)

گوانتاناموبے کے قید خانوں میں اونچی آواز سے موسیقی سنائی جاتی ہے۔ سرخ مرچوں کا محلول قیدیوں پر پھینکا جاتا ہے قیدیوں کو کھانا دینے سے قبل اس میں تھوک ملا دیا جاتا ہے۔ برہنہ عورتوں کے ذریعے ذلیل کیا جاتا ہے۔ قیدیوں پر ڈنڈوں سے بھی تشدد کیا جاتا ہے۔(۲۲)

اسلام میں اسیران جنگ سے برتاؤ:

اسلام کے قانون میں اسیران جنگ سے سلوک کے متعلق مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں۔

۱۔ اسیر بنانے سے پہلے ہی آزاد کردیا جائے۔

۲۔ بلامعاوضہ بطور احسان چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔

۴۔ جنگی قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کرلیا جائے۔

۵۔ غلام بنالیا جائے۔

۶۔ قتل کردیا جائے۔(۲۳)

۱۔ اسیر بنانے سے پہلے ہی آزاد کردیا جائے:

یہ صورت صرف فتح مکہ کے بعد اختیار کی گئی حضور اکرم ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں سے عفوودرگزر سے کام لیا اس موقع پر آپ ﷺ نے ایک فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر آخر میں قریش سے یوں مخاطب ہوئے۔

یامعشر قریش ماترون الی فاعل بکم قالوا خیراً اخ کریم وابن اخ کریم قال فانی اقول کماقال یوسف لاخوته لا تثریب علیکم الیوم اذهبوا فانتم الطلقآء.

''اے اہل قریش تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کروں گا۔سب نے کہا کہ اچھائی کا خیال ہے۔آپ ﷺ خود کریم ہیں،کریم کی اولاد ہیں اس لئے آپ سے خیر ہی خیر کی امید ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اچھا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ ''**لاتثریب علیکم الیوم**''آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤتم سب آزاد ہو''۔(۲۴)

۲۔ بلامعاوضہ بطور احسان چھوڑ دیا جائے:

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَضَرۡبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثۡخَنۡتُمُوۡہُمۡ فَشُدُّوا الۡوَثَاقَ ٭ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَہَا ۔(۲۵)

''پس جب ان کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہوتو پہلا کام گردنیں مارنا ہے۔ یہاں تک کہ

جب تم ان کو اچھی طرح کچل دو تب قیدیوں کو مضبوط باندھو اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے)
احسان کرو یا فدیے کا معاملہ کرلو تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے''۔

جنگی قیدیوں کے بارے میں عام حکم جو دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یا ان پر احسان کرو یا فدیے کا معاملہ کرلو احسان میں چار چیزیں شامل ہیں۔(۱) قید کی حالت میں ان سے اچھا سلوک کیا جائے۔(۲) قتل یا دائمی قید کے بجائے انہیں غلام بنا کر مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔(۳) جزیہ لگا کر ان کو ذمی بنالیا جائے۔(۴) ان کو بلا معاوضہ رہا کر دیا جائے۔

الف۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ ایک جنگی قیدی جب تک حکومت کی قید میں رہے۔اس کا کھانا پینا، لباس اور اس کا علاج حکومت کے ذمہ ہے۔قیدیوں کو بھوکا، ننگا رکھنے یا ان کو عذاب دینے کی کوئی صورت اسلامی شریعت میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس حسن سلوک اور فیاضانہ برتاؤ کی لازوال مثالیں سنت میں ملتی ہیں۔جنگ بدر کے قیدیوں کو حضورﷺ نے صحابہؓ کے گھروں میں تقسیم فرما دیا اور ہدایت فرمائی کہ **استوصوا بالا ساریٰ خیراً** ''ان قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا'' ایک قیدی ابوعزیز کا بیان ہے کہ مجھے انصاریوں کے جس گھر میں رکھا گیا تھا وہ لوگ مجھے صبح شام کھانے سے سیر کر دیتے تھے اور خود صرف کھجوریں کھا کر گزارہ کر لیتے تھے۔اسی طرح یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال جب گرفتار ہو کر آئے تو جب تک قیدی رہے تو انہیں نبیﷺ کے حکم سے بہترین کھانا اور دودھ دیا جاتا رہا۔

ب۔ قیدیوں کو ہمیشہ قید میں رکھنا اسلامی قانون میں کبھی موجود نہیں رہا اگر ان کا ان کی قوم کے ساتھ تبادلہ اسیران جنگ یا فدیے کو کوئی معاملہ نہ ہو سکا تو انہیں احسان کے طور پر غلام بنا کر رکھا گیا۔اسی طرح جو شخص قیدی بننے سے پہلے اسلام قبول کر لیتا تو اسے آزاد کر دیا جاتا۔مسند احمد، مسلم شریف اور جامع ترمذی سے حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے کہ بنی عقیل کا ایک شخص گرفتار ہو کر آیا اور اس نے کہا میں اسلام قبول کرتا ہوں نبی کریمﷺ نے فرمایا **لو قلتھا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح** ''اگر یہ بات تو اس وقت کہتا جب تو آزاد تھا تو یقیناً فلاح پا جاتا'' یہی بات حضرت عمر فاروقؓ نے بھی فرمائی کہ **اذا اسلم الاسیر فی ایدی المسلمین فقدا من من القتل وھو رقیق** ''جب قیدی مسلمانوں کے قبضے میں آنے کے بعد مسلمان ہو تو قتل سے تو محفوظ ہو جائیگا مگر غلام ہی رہے گا۔

ج۔ قیدیوں کے ساتھ احسان کی تیسری صورت اسلام میں یہ رکھی گئی کہ ان پر جزیہ لگا کر دار السلام کا ذمی بنالیا

جائے اور وہ اسلامی مملکت میں آزاد مسلمانوں کی طرح رہیں ۔ نبی کریم ﷺ نے خیبر والوں کے معاملہ میں یہ طریقہ اختیار فرمایا تھا۔ بعد میں حضرت عمر فاروقؓ نے عراق اور دوسرے علاقوں کی فتح کے بعد بڑے پیمانے پر اس کی پیروی کی ۔

د۔ قیدیوں کے ساتھ احسان کی چوتھی صورت یہ رکھی گئی کہ قیدیوں کو بغیر کسی معاوضے یا فدیے کے رہا کر دیا جائے فقہائے اسلام نے تو بالعموم اس کی مخالفت کی ہے کہ کہیں دشمن قوم کا کوئی شخص دوبارہ لڑنے نہ آجائے لیکن اگر خلیفہ مسلمین ان کو بطور احسان چھوڑنے میں کوئی مصلحت پائے تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔(۲۶)

عہد رسالت میں قیدیوں سے حسن سلوک کی چند مثالیں:

الف۔ سریہ محمد بن مسلمہ میں یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال گرفتار ہوکر آئے ان کو مدینہ میں لاکر مسجد نبوی کے ایک کھمبے سے باندھ دیا گیا نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو دریافت فرمایا ثمامہ تمہارے نزدیک کیا ہے انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! میرے نزدیک خیر ہے اگر تم قتل کروگے تو ایک خون والے کے قتل کروگے اور اگر احسان کرو تو ایک قدردان پر احسان کروگے اور اگر مال چاہئیے تو جو چاہو مل جائے گا اس کے بعد اسی کو اسی حال میں چھوڑ دیا گیا۔ دوبارہ آپ ﷺ جب گذرے تو پھر وہی سوال فرمایا ثمامہ نے پھر وہی جواب دیا اس کے بعد تیسری بار بھی یہی سوال وجواب ہوا پھر آپ ﷺ کے حکم سے صحابہؓ نے ثمامہ کو آزاد کر دیا۔ ثمامہ حسن سلوک سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا۔(۲۷)

ب۔ غزوہ بنی المصطلق کے قیدیوں میں ان کے سردار قبیلہ کی بیٹی جویریہ بھی گرفتار ہوکر آئیں تھیں یہ مال غنیمت کے طور پر ایک انصاری کے حصہ میں آئیں انصاری نے اونچے گھرانے کی ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ فدیہ طلب کیا یہ زرفدیہ میں تعاون کے لئے آنخضرت ﷺ کے پاس آئیں آنخضور ﷺ نے فرمایا زرفدیہ میں ادا کرتا ہوں آپ میرے ساتھ نکاح کرلیں۔ اس کے بعد صحابہؓ کو جب آنخضرت ﷺ کی بنی المصطلق سے رشتہ داری کا پتہ چلا تو سب نے اپنے اپنے قیدیوں کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیا۔ قیدیوں کی تعداد چھ سو تھی ۔(۲۸)

ج۔ غزوہ ہوازن میں اسیران جنگ کی تعداد ہزاروں میں تھی ان قیدیوں میں آنخضرت ﷺ کی رضاعی بہن شیماؓ بھی تھیں یہ جب قید ہوئیں تو انہوں نے کہا میں تمہارے پیغمبر ﷺ کی بہن ہوں لوگ ان کو آپ ﷺ کے پاس لائے انہوں نے پیٹھ کھول کر دکھائی کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے بچپن میں دانت سے کاٹا تھا یہ اس کا نشان ہے یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ ان کے بیٹھنے کے لئے چادر مبارک بچھائی اور فرمایا میرے گھر میں رہنا چاہو تو گھر حاضر ہے اپنے گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ انہوں نے وطن واپس جانا چاہا تو عزت واکرام کے ساتھ پہنچا دیں گئیں۔(۲۹)

د۔ واصاب عمر جاريتين من سبي حنين فوضعهما في بعض بيوت مكة قال فمن رسول الله ﷺ على سبي حنين فجعلوا يسعون في السكك فقال عمر يا عبدالله انظر ما هذا فقال من رسول الله ﷺ على السبي قال اذهب فارسل الجاريتين.

حضرت عمر فاروقؓ کو غزوہ حنین کے قیدیوں سے دو لونڈیاں ملیں انہوں نے ان کو مکہ کے ایک گھر میں رکھا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کرنے کا حکم دیا تو وہ گلی کوچوں میں دوڑنے لگے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے کہا دیکھو یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا حنین کے قیدی آنحضرت ﷺ نے بلا معاوضہ چھوڑ وادیئے ہیں انہوں نے کہا تو بھی جا اور ان دونوں لونڈیوں کو چھوڑ دے۔(۳۰)

۳۔ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے:

زر فدیہ لے کر قیدیوں کی رہائی کا معاملہ صرف غزوہ بدر میں پیش آیا فدیہ کی مقدار لوگوں کی حیثیت کے مطابق ایک ہزار سے چار ہزار درہم رکھی گئی تھی اور وہ لوگ جو غریب اور لاچار تھے فدیہ کی رقم ادا نہیں کر سکتے تھے وہ بغیر کسی معاوضہ اور فدیہ کے رہا کر دیے گئے۔ جو لوگ ان میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا ٹھہرا۔ زید بن ثابتؓ نے اسی طرح لکھنا سیکھا انہی قیدیوں میں داماد رسول ﷺ حضرت ابو العاص بن ربیع بھی تھے اہل مکہ نے جب اپنےقیدیوں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے شادی کے موقع پر ان کو دیا تھا آنحضرت ﷺ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہؓ سے مشورہ کیا اگر مناسب خیال کرو تو اس ہار کو واپس کر دو اور اس قیدی کو چھوڑ دو اسی وقت حکم کی تعمیل کی گئی۔(۳۱)

۴۔ جنگی قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کر لیا جائے:

قیدیوں کے تبادلے کی مثالیں بھی ہمیں عہد نبوی ﷺ میں ملتی ہیں۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فزارہ قبیلے سے جہاد کے لئے روانہ کیا۔ اس مہم میں چند قیدی گرفتار ہوئے۔ ان میں ایک خوبصورت عورت بھی تھی جو کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے حصے میں آئی۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو ان کو آنحضرت ﷺ بازار میں ملے اور فرمایا۔

يا سلمة! هب لي المراة فقلت يا رسول الله ﷺ لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوباً

ثم لقینی رسول اللہ ﷺ من الغد فی السوق فقال لی: یا سلمة! ھب لی المراة للہ ابوک فقلت ھی لک یا رسول اللہ ﷺ! فواللہ ما کشفت لھا ثوباً فبعث بھا رسول اللہ ﷺ الی اھل مکة ففدیٰ بھانا سا من المسلمین کانو اسروا بمکة. (۳۲)

اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دے دے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم! وہ مجھے اچھی لگی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا نہیں کھولا پھر دوسرے دن بھی ایسے ہی ہوا۔ پھر سلمہ بن اکوعؓ نے وہ لڑکی آنحضور ﷺ کو دے دی آنحضور ﷺ نے وہ لڑکی مکے بھجوا کر اس کے بدلے کئی مسلمانوں کو آزاد کروایا جو مکہ میں قید تھے۔

۵۔ غلام بنالیا جائے:

اسیران جنگ کے متعلق اسلام کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ جنگ میں گرفتار ہوں ان کو یا تو احسان کے طور پر رہا کیا جائے، یا فدیہ لیا جائے، یا دشمن کے مسلمان قیدیوں سے ان کا تبادلہ کرلیا جائے۔ لیکن اگر مندرجہ بالا میں سے کوئی بھی معاملہ نہ ہو سکے تو مسلمانوں کو حق ہے کہ انہیں غلام بنا کر رکھیں۔ البتہ ایسے غلاموں کے ساتھ انتہائی حسن سلوک اور رحمت و رأفت کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کی رہائی کی مختلف صورتیں بھی پیدا کی گئی ہیں۔ (۳۳)

اسلام نے غلاموں سے بہتر سلوک اور اونچ نیچ کا فرق ختم کر کے ان کو برابری کے مقام پر لا کھڑا کیا۔ غلام آزاد کرنے کو اعلیٰ درجے کی نیکی قرار دیا گیا زکوۃ کا ایک حصہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے مخصوص تھا۔ کئی گناہوں کا کفارہ ''غلام آزاد کرنا'' کو قرار دیا گیا۔ ان مثبت عوامل اور آنخضرت ﷺ کی حکمت عملیوں کی بدولت دنیا سے غلامی کی رسم ختم ہوگئی۔ غلام کو اتنے حقوق دیئے گئے تھے کہ نام کے علاوہ اور کوئی فرق نہ تھا بعد میں غلاموں میں سے فقیہ اور محدث بھی پیدا ہوئے۔ زید بن حارثہؓ کو آنخضرت نے متبنیٰ بنایا۔ اور ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن سے کیا۔ (۳۴)

۶۔ قتل کردیا جائے:

حضور اکرم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ قیدیوں سے مصلحت کے مطابق سلوک کرتے اسلام کے شدید دشمن کو قتل کا حکم دیتے۔ بدر کے قیدیوں کے ساتھ بھی مختلف سلوک ہوئے۔ ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث خدا اور رسول کی دشمنی میں شدید تھے ان کو قتل کروایا گیا۔ (۳۵)

غزوہ بنی قریظہ میں بنی قریظہ کو گرفتار کیا گیا اور رسول اکرم ﷺ کے حکم پر ان کو مدینہ میں بنونجار کی ایک عورت بنت حارثؓ کے مکان میں قید کیا گیا۔ پھر مدینے کے بازار میں گڑھے کھدوائے۔ پھر بن قریظہ کے یہود کا

قتل شروع ہوا۔ تھوڑے تھوڑے لائے جاتے تھے اور قتل کردیئے جاتے۔ اس طرح ان سب کی گردنیں ماردی گئیں۔ بنوقریظہ کے قتل کا سبب ان کی خطرناک بدعہدی تھی۔ اس واقعہ میں بنوقریظہ کی صرف ایک عورت بھی قتل کی گئی کیونکہ اس نے حضرت خلاد بن سویدؓ کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر شہید کر دیا تھا۔(۳۶)

اسیران جنگ کا قتل استثنائی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے اسلامی حکومت کا فرمانروا مصلحت کے تحت ہی استعمال کرسکتا ہے۔ یہ قاعدہ عام نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت پڑنے پر ہی استعمال ہوگا۔ خلفائے راشدینؓ کا بھی یہی عمل تھا۔ ان کے عہد میں بھی اسیران جنگ کو قتل کرنے کی مثالیں شاذونادر ہی ملتی ہیں۔(۳۷)

بین الاقوامی قوانین میں اسیران جنگ سے سلوک:

سترھویں صدی تک یورپ میں جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا قانون تھا۔ گروٹیوس نے اس طریقہ کے خلاف آواز اٹھائی اور عیسائی قوموں کو مشورہ دیا کہ وہ جنگی قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا کریں۔ اٹھارھویں صدی میں فدیہ اور اسیران کے تبادلے کا طریقہ رائج ہوا۔ جنگی قیدیوں کے متعلق با قاعدہ قوانین 1874ء کی بروسلز کانفرنس میں ترتیب دیئے گئے۔ 1899ء کی ہیگ کانفرنس نے ان کی توثیق کی اور 1907ء کی دوسری ہیگ کانفرنس نے ان کو مکمل کر کے ایک بین الاقوامی قانون بنادیا۔(۳۸)

1929ء کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دوسری ریاستوں کے مابین جنگی قیدیوں کے متعلق گزشتہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ ستانوے آرٹیکلز پر مشتمل کنونشن منعقد ہوا اس کے بعد جنیوا کنونشن منعقدہ 1949ء نے جنگی قیدیوں کی حفاظت، رہائش، کھانا پینا، کپڑے، ورزش، علاج و معالجہ، قانونی چارہ جوئی، کھیل غرض کہ ہر قسم کی سہولتوں پر مشتمل 143 آرٹیکلز کا کنونشن ترتیب دے دیا۔

According to hague convention II, 1899

Art.4: Prisoners of war must be humanely treated. All their belongings, except arms, horses and military papers remain their property.

’’جنگی قیدیوں سے انسانی سلوک ہونا چاہیئے۔ ان کا تمام مال واسباب ماسوائے ہتھیار، گھوڑوں اور فوجی کاغذات کے انہی کی ملکیت رہے گا۔‘‘

Art.5: Prisoners of war may be interned in a town, fortress and camp.

”جنگی قیدیوں کو کسی گاؤں، قلعے یا کیمپ میں نظر بند کیا جا سکتا ہے۔“

Art.6: The state may utilize the labour of prisoners of war according

to their rank and aptitude, work done for the state shall be paid.

”قابض ریاست قیدیوں سے ان کے درجے اور صلاحیت کے مطابق کام لے سکتی ہے اور ریاست کام کیلئے مزدوری ادا کرے گی“۔

Art.8: Prisoners who, after succeeding in escaping are again taken prisoners, are not liable to any punishment for the previous flight.

”ایسے قیدی جو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہوں اور دوبارہ قید کر لئے گئے ہوں تو وہ سابقہ فرار کی کسی قسم کی سزا کیلئے جواب دہ نہیں ہوں گے۔“

Art.11: A prisoner of war can not be forced to accept his liberty on payrole.”جنگی قیدی کو پیرول پر رہائی کیلئے مجبور نہیں کیا جا سکتا“۔

Art.18: Prisoners of war shall enjoy every latitude in the exercise of their religion.”جنگی قیدیوں کو مذہب کے معاملے میں ہر قسم کی آزادی ہوگی“۔

Art.20: After the conclusion of peace, the repatriation of prisoners of war shall take place as speedily as possible.

”امن کا فیصلہ ہو جانے کے بعد جنگی قیدیوں کی وطن واپسی جتنا جلد ممکن ہو شروع کی جائے گی۔“(۳۹)

According to Geneva Convention III 1949 for treatment of prisoners of war,

Art.13: Prisoners of war must at all times be humanely treated. Any unlawful act by the detaining power causing death or seriously

endangering the health of a prisoners of war is prohibited. No prisoner of war may be subjected to physical mutilation or to medical or scientific experiments.

''جنگی قیدیوں سے ہر وقت انسانی سلوک کیا جائے گا۔ فاتح ریاست کے کسی خلاف قانون فعل کی وجہ سے جنگی قیدی کی موت یا اس کی صحت کو سخت خطرہ لاحق ہو جائے اس کی ممانعت ہے۔ جنگی قیدی کی جسمانی قطع و برید، یا اس پر طبی یا سائنسی تجربات نہیں کئے جائیں گے''۔

Art.14: Women shall be treated with all the regard due to their sex and shall in all cases benefit by treatment as favourable to men.

''خواتین کا ان کی صنف کی وجہ سے ہر طرح کا احترام کیا جائے گا اور سلوک کے لحاظ سے تمام معاملات میں ان کو فائدہ حاصل رہے گا جیسا کہ مردوں سے سلوک کیا جاتا ہے۔''

Art.15: Detaining power shall be bound to provide health services for prison. ''فاتح طاقت جنگی قیدیوں کو صحت کی تمام سہولیات مہیا کرنے کی پابند ہوگی۔''

Art.25: In any camps in which women prisoners of war, as well as men, are accommodated, separate dormitories shall be provided for them.

جن کیمپوں میں مرد اور خواتین جنگی قیدی رکھے گئے ہوں ان کیلئے علیحدہ علیحدہ رہائش مہیا کی جائیگی

Art.26: Basic daily food rations in sufficient quantity and quality and variety to keep prisoners of war in good health, also drinking water, tobacco etc.

''جنگی قیدیوں کی صحت برقرار رکھنے کیلئے روزانہ کافی مقدار میں، کوالٹی کے لحاظ سے اور انواع و اقسام کے کھانے دیئے جائیں گے اور پینے کا صاف ستھرا پانی اور تمباکو کا بھی بندوبست کیا جائیگا۔''

Art.27: Clothing, underwear and footwear shall be supplied to prisoners of war in sufficient quantities by detaining power.

''فاتح حکومت جنگی قیدیوں کو کافی مقدار میں کپڑے، زیر جامے اور جوتے مہیا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔''

Art.28: Canteens shall be installed in all camps, where prisoners of war may procure food stuffs, soap and tobacco.

''تمام کیمپوں میں کینٹینیں کھولی جائیں گی جہاں سے اسیران جنگ کھانے پینے کی چیزیں، صابن اور تمباکو وغیرہ خرید سکیں گے''۔

Art.38: Prisoners shall have opportunities for taking physical exercise, including sports and games.

''قیدیوں کو جسمانی ورزش کیلئے کھیلنے کودنے کے تمام مواقع حاصل ہونگے۔''

Art.42: The use of weapons against prisoners of war, especially against those who are escaping or attempting to escape, shall constitute and extreme measure.

''جنگی قیدیوں کے خلاف ہتھیاروں کا استعمال، خاص طور پر ان کے خلاف جو فرار ہو رہے ہوں یا فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہوں اسے ایک بڑی کاروائی سمجھا جائے گا''۔

Art.44: Officers and prisoners of equivalent status shall be treated with the regard due to their rank and age.

''ایک جیسے درجے کے آفیسروں اور جنگی قیدیوں سے ان کے رتبے اور عمر کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔''

Art.47: Sick and wounded prisoners of war shall not be transferred as long as their recovery may be endangered by the journey.

''زخمی اور بیمار اسیران جنگ کو کسی دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح کے سفر میں ان کی صحت یابی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔''

Art.86: No prisoners of war may be punished more than once for the same act. ''کسی بھی قیدی کو ایک ہی فعل کیلئے ایک سے زیادہ دفعہ سزا نہیں دی جائے گی۔''

Art.88: A women prisoner of war shall not be awarded or

sentenced to a punishment more severe.(۴۰)

''خواتین جنگی قیدیوں کو زیادہ سخت سزا نہیں دی جائیگی''۔

According to universal declaration of human rights by general assembly of United Nation on dated December 10, 1948.

Art.5: No one shall be subjected torture or to cruel, inhuman or regarding treatment or punishment.

''اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کا اعلان 10 دسمبر 1948ء کو کیا اس کے مطابق کسی فرد کو عذاب دینا، ظالمانہ غیر انسانی برتاؤ، توہین آمیز سلوک یا سزا کا نشانہ نہیں بنایا جائیگا''۔(۴۱)

حاصل بحث یہ کہ:

اسلامی قوانین برائے اسیران جنگ چودہ صدیوں سے نافذ العمل ہیں۔مختلف جنگوں کے دوران مسلمان ان پر عمل پیرا رہے ہیں۔ان قوانین میں اسیران کے لئے زندگی کا پیغام ہے۔اسیران جنگ سے حسن سلوک کے بارے میں اسلامی تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔اسلامی قوانین کو کسی دانشوروں کی ٹیم نے مرتب نہیں کیا بلکہ یہ قوانین اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ﷺ کے زیر سایہ پروان چڑھے ہیں۔مسلمانوں نے ہمیشہ ان قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔بین الاقوانین کی عمر بہت کم ہے۔سترھویں صدی سے ان کا آغاز ہوتا ہے۔پھر آہستہ آہستہ ان قوانین میں اضافے ہوتے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ساری بین الاقوامی اقوام ان قوانین کی پابند نہیں بلکہ اقوام متحدہ کے رکن ممالک بھی ان پر عمل پیرا نہیں ہیں۔یہ قوانین بڑی بڑی دستاویزات کی صورت میں موجود ہیں۔خوبصورت الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔دیگر اقوام کیلئے ان قوانین میں بڑی کشش موجود ہے۔قوانین کو ترتیب دینے والوں نے بھی کبھی ان پر عمل نہیں کیا بلکہ ان کے قوانین اس بات کے زیادہ مصداق ہیں کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔مسلمان قیدیوں پر ہمیشہ ہی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔مرد، خواتین، بچے اور بوڑھے قیدیوں کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا اور قوانین انسانیت کے علمبردار عقوبت خانوں میں وہ انسانیت سوز اور وحشیانہ مظالم کرتے نظر آتے ہیں۔قیدیوں پر دور جدید کے ہتھیاروں کے تجربات کئے جاتے ہیں کہ جن سے شیطان بھی پناہ مانگے۔کاش یہ بین الاقوامی دنیا اپنے ہی ترتیب دئے گئے قوانین پر بھی عمل کرلے تو دنیا سے دہشت گردی، جنگ اور خوف کے مہیب سائے ختم ہو سکتے ہیں اور دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، الجہاد فی الاسلام، ترجمان القرآن لاہور، 2006ء، ص 200-201

۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، الجہاد فی الاسلام، ترجمان القرآن لاہور، 2006ء، ص 213-216

۳۔ رضوی، واجد، سید، رسول اللہ ﷺ میدان جنگ میں، مقبول اکیڈمی انارکلی لاہور، 2005ء، 273-280

۴۔ ہیروڈوٹس، دنیا کی قدیم ترین تاریخ، مترجم یاسر جواد، نگارشات لاہور، 2002ء، ص 311

۵۔ ڈائیڈلیس، تھیوسی، تاریخ جنگ یونان قدیم، مترجم میر حسن، فکشن ہاؤس لاہور، 2000ء، ص 556-557

۶۔ ابن کثیر، عمادالدین، ابوالفداء، علامہ، تاریخ ابن کثیر، نفیس اکیڈمی کراچی، 1987ء، جلد 10، ص 349

۷۔ ملک، مظفر حسن، ڈاکٹر، انحطاط و زوال سلطنت روما، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 2010ء، جلد 4، ص 40

۸۔ صابری، امداد، تاریخ جرم وسزا، چوڑیوالان دہلی، 1944ء، ص 64-65

۹۔ بدخشانی، مقبول بیگ، پروفیسر، تاریخ ایران، مجلس ترقی ادب لاہور، 1971ء، ص 290

۱۰۔ رضوی، واجد، سید، پیغمبر رحمت ﷺ، مقبول اکیڈمی انارکلی لاہور، 2000ء، ص 146-147

۱۱۔ ندوی، حبیب الحق، سید، پروفیسر، فلسطین اور بین الاقوامی سیاسیات، اکیڈمیہ کراچی، 1976ء، ص 632-634

۱۲۔ خالد، سلیم منصور، البدر، ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور، 1989ء، ص 280-293

۱۳۔ محمد یوسف، بریگیڈئیر، شکست روس، جنگ پبلشرز پریس لاہور، 1992ء، ص 195-196

۱۴۔ انصاری، محمد الیاس، مقدمہ بوسنیا، فیروزسنز لاہور، 1995ء، ص 35, 65-86

۱۵۔ محمد یونس، سید، ڈاکٹر، چیچنیا میں اسلام اور مسلمان، سندھ ساگر اکادمی لاہور، 2000ء، 110

۱۶۔ احمد، محمد مقصود، ہمارے قیدی بھائی، مکتبہ عرفان لاہور، 2007ء، ص 179-180

۱۷۔ احمد رشید، طالبان، مترجم حمید جہلمی، مشعل گارڈن ٹاؤن لاہور، 2001ء، ص 93-94

۱۸۔ ام بریرہ، اسرائیلی عقوبت خانوں میں خواتین پر ظلم وستم، ماہنامہ الہلال اسلام آباد، اپریل 2009ء، ص 18-19

۱۹۔ سلسلہ وار جرار لاہور، 8 جنوری 2010ء، ص 3-4

۲۰۔ ندیم، حافظ محمد، ملا عبدالسلام ضعیف، دارالکتاب اردو بازار لاہور، 2006ء، ص 38-40,117-119

۲۱۔ آصف علی، اصل حقائق، ادارہ منشورات اسلامی لاہور، 2004ء، ص 140-141

۲۲۔ انجم، ریاض محمود، گوانتاموبے میں ظلم وستم کے پانچ سال، راحیل پبلی کیشنز کراچی، 2009ء، 104-200

۲۳۔ قادری، شمیم حسین، سید، اسلامی ریاست، علماء اکیڈمی محکمۂ اوقاف پنجاب لاہور، 1984ء، ص 419

۲۴۔ ابن خلدونؒ، عبدالرحمٰن، علامہ، تاریخ ابن خلدون نفیس اکیڈمی کراچی، 2003ء، جلد نمبر 2 ص 135

۲۵۔ محمدؐ، ۴:۴۷

۲۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ترجمان القرآن لاہور، اکتوبر 2005ء، جلد 5، ص 16-11

۲۷۔ مبارکپوریؒ، صفی الرحمٰن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیہ لاہور، 2000ء، ص 437-436

۲۸۔ ہیکل، محمد حسنین، حیات محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الفیصل اُردو بازار لاہور، 2006ء، ص 558

۲۹۔ نعمانی شبلی، علامہ، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الفیصل اُردو بازار لاہور، ص 327-326

۳۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح بخاری شریف، کتاب الجہاد والسیر، باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلفۃ قلوبھم وغیرھم من الخمس، حدیث نمبر 384، مکتبہ رحمانیہ لاہور، 1985ء، جلد 2، ص 217-216

۳۱۔ کاندھلویؒ، محمد ادریس، مولانا، علامہ، سیرۃ المصطفیٰؐ، الطاف اینڈ سنز کراچی، جلد اول، ص 597-592

۳۲۔ القشیریؒ، مسلم بن الحجاج، ابوالحسین، امام، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب التنفیل وفداء المسلمین بالاساریٰ، حدیث نمبر 4573، مکتبہ اسلامیہ لاہور، 2006ء، جلد 2، ص 26

۳۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیمات، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 2001ء، حصہ دوم، ص 332

۳۴۔ قادری، شمیم حسین، سید، اسلامی ریاست، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، 1984ء، ص 423-422

۳۵۔ داناپوریؒ، عبدالرؤف، مولانا، اصح السیر فی ھدی خیر البشر، ادارہ اسلامیات لاہور، 2009ء، ص 147-146

۳۶۔ ابن ہشامؒ، عبدالملک، ابومحمد، سیرت النبی ابن ہشام، مترجم سید یٰسین علی حسنی، ادارہ اسلامیات لاہور، 1994ء، ص 174-173

۳۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2005ء، جلد 5، ص 13

۳۸۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، الجہاد فی الاسلام، ترجمان القرآن لاہور، 2006ء، ص 546-545

39.www.avalon.law.yale.edu/19th_century/hague02.asp#art4,5,6,8, 11'18

40.www.avalon.law.yale.edu/20th_century/hague03.asp#art13,14,15 25,26,27,28,38,42,44,47,86,88

41. www.avalon.law.yale.edu/20th_century/unrights.asp#art5